39

ایمان اور تہذیب درحقیقت دونوں لازم وملزوم ہیں۔ مومن ہمیشہ مہذب ہوتا ہے وہ ہر کام کو مقررہ طریق اور مقررہ قانون کے مطابق سرانجام دیتا ہے

(فرمودہ 20 نومبر 1953ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''میں آج دوستوں کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مومن ہمیشہ مہذب ہوتا ہے۔ ایمان اور تہذیب درحقیقت دونوں لازم وملزوم اور قریب کی چیزیں ہیں۔ تہذیب ایک وسیع مضمون ہے لیکن میں اِس وقت صرف ایک موٹی سی بات کی طرف جو اِس مضمون سے تعلق رکھتی ہے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ دنیا میں ہر انسان اپنے لیے ایک طریقِ عمل تجویز کر لیتا ہے اور اُسے اپنی رہنمائی کا موجب بنا لیتا ہے۔ اور چونکہ وہ اپنے لیے ایک طریقِ عمل تجویز کر لیتا ہے اِس لیے لازماً اُسے اُن وجوہات کے متعلق غور کرنا پڑتا ہے جن کی وجہ سے وہ بعض اعمال کو اختیار کرتا ہے۔ کسی خاص طریقِ عمل کو اختیار کرنے والے اور نہ اختیار کرنے والے میں یہ فرق ہوتا ہے کہ کسی طریقِ عمل کو اختیار کرنے والا اپنے ارادہ کے زمانہ سے اپنے کاموں کو ایک خاص قانون کے ماتحت لے آتا ہے اور پھر انہیں خوب سوچ سمجھ کر بجا لاتا ہے۔ اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیتا ہے۔

اور کسی طریقِ عمل کو اختیار کیے بغیر کام کرنے والا وقتی اثرات اور وقتی جوشوں کے ماتحت کام کرتا ہے۔ اُس نے کام شروع کرنے سے پہلے اُس پر غور نہیں کیا ہوتا کہ اس کے اعمال کی کیا حکمت ہے۔ جو شخص کسی طریقِ عمل کو اختیار کرتا ہے اُس کو مہذب کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ اعمال اور اُن کے موجبات اور ان کی حکمتوں پر غور کرتا ہے تو وہ بعض کاموں کو چھوڑ دیتا ہے اور بعض کو اختیار کر لیتا ہے۔

تہذیب کے معنے شاخ تراشی کے ہیں یعنی ٹہنیوں کے زائد حصّہ کو کاٹ دینا۔ مہذب آدمی کو مہذب اِس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک وقت میں بیسیوں نتائج پر غور کرتا ہے۔ بعض امور کو وہ مناسب خیال کرتا ہے اور انہیں اختیار کر لیتا ہے اور بعض امور کو وہ غیر مناسب خیال کرتا ہے اور انہیں ترک کر دیتا ہے۔ جو شخص کوئی کام وقتی جوش کے زیر اثر کرتا ہے وہ اپنے لیے اصول مقرر نہیں کرتا۔ اس لئے جوش کی حالت میں چند نعرے لگا لینے اور عملی طور پر کام نہ کرنے والے کو غیر مہذب کہا جاتا ہے۔ یعنی اُس نے اپنے اعمال کی شاخ تراشی نہیں کی۔ جس طرح سکھوں کی مونچھیں بڑھ جاتی ہیں یا جس طرح جنگل میں درختوں اور جھاڑیوں کی شاخیں بڑھ جاتی ہیں اور انہیں تراشا نہیں جاتا اِسی طرح اُس کے اعمال کی حالت ہوتی ہے۔ وہ وقتی جوش کے نتیجہ میں بعض کام کر گزرتا ہے اور ان کے متعلق غور نہیں کرتا کہ آیا وہ کام کرنا اُس کے لیے مناسب بھی ہے یا نہیں۔ لیکن مومن مہذب ہوتا ہے وہ اپنے لئے ایک طریقِ عمل مقرر کرتا ہے اور پھر اُس قانون کی اتباع کرتا ہے۔ اور اگر غفلت کی وجہ سے وہ کوئی کام نہ کر سکے تو وہ اپنے اعمال کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ مثلاً بیماریاں ہیں۔ بعض بیماریاں غلیظ ہوتی ہیں جنہیں دیکھ کر دوسروں کو گھن آتی ہے۔ جیسے کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے جس کی انگلیوں میں کوڑھ کی قسم کے زخم ہو جاتے ہیں۔ اب سمجھدار آدمی تو دستانے پہن لے گا اور اپنی بیماری کو دوسروں کی نظر سے چھپا لے گا۔ لیکن ایک غیر مہذب انسان اپنے ہاتھ ننگے رکھے گا۔ اُس سے رطوبت بہہ رہی ہوگی۔ مکھیاں زخموں پر بیٹھی ہوئی ہوں گی اَور دیکھنے والے شخص کو اُس سے گھِن آئے گی۔ یا کسی شخص کو نزلہ اور زکام کی تکلیف ہے۔ تو اگر وہ مہذب ہوگا تو ناک صاف کر کے مجلس میں آئے گا۔ بلکہ اگر ہو سکے تو مجلس میں آئے گا ہی نہیں۔ اور اگر آئے گا تو اپنے ساتھ رومال لائے گا۔ اور اگر ناک سے رطوبت بہے گی تو رومال سے پونچھ لے گا۔ لیکن جو غیر مہذب

ہوگا اُس کا ناک بہہ رہا ہوگا، اُس پر مکھیاں بیٹھی ہوئی ہوں گی اور دوسرے لوگ اُس سے نفرت کریں گے۔ پس اپنے عیب کو ظاہر ہونے دینا، چاہے وہ مجبوری اور بے گناہی کا نتیجہ ہو، بدتہذیبی ہے کیونکہ اس سے دوسروں کے اندر نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور مزید براں بیوقوفوں کو اُس کی نقل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ یا مثلاً کوئی شخص دوسرے کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تو اُس کے آگے سے بوٹی اٹھا لے اور خیال کرے کہ کیا ہے۔ وہ دوست ہی تو ہے۔ تو یہ بدتہذیبی ہوگی۔ کیونکہ مومن کو یہ حکم ہے کہ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ [1] یعنی دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اُس چیز کو کھاؤ جو تمہارے سامنے ہو۔ آخر مومن کے بھی دوست ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے کے کھانے میں اُس کی اجازت کے بغیر ہاتھ ڈالنا وہ جائز نہیں سمجھتا۔ بے شک اسلام نے یہ اجازت دی ہے کہ دو تین آدمی مل کر ایک برتن میں کھانا کھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہ بغیر دوسرے کی مرضی کے اس کے آگے سے کھانا کھا لیا جائے۔ یہ جائز نہیں۔ مثلاً دوسرے کے سامنے گُردہ کی بوٹی رکھی ہے وہ اٹھا کر کھا لی۔ اب چاہے دوسرے کو گُردہ ناپسند ہی ہو لیکن یہ اُس کا کام ہے کہ وہ دوسرے کو دے۔ دوسرے کا حق نہیں کہ وہ خود اٹھا کر کھا لے۔

اب یہ بات بظاہر معمولی ہے۔ لیکن ایک شخص کو ہم مہذب کہتے ہیں اور دوسرے کو غیر مہذب کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنی خواہش کو چھپا لیتا ہے اور دوسرا شخص اپنی خواہش چھپا نہیں سکتا۔ اور یہ بھی ایک عیب ہے کہ دوسرے کی چیز کی خواہش کی جائے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صراحتاً فرماتا ہے۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا [2]۔ یعنی ہم نے جو کچھ بعض لوگوں کو دنیوی زندگی کی زیبائش کے سامان دے رکھے ہیں۔ تُو اس کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کی نظر کو پھیلا پھیلا کر مت دیکھ۔ جیسے دوسرے کے آگے سے گُردہ یا کلیجی کی بوٹی اٹھا کر کھا لی جائے یا انڈا اور آلو کا ٹکڑا اٹھا کر کھا لیا جائے۔ تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ بے شک گُردہ، کلیجی، انڈا اور آلو حلال ہیں۔ لیکن جو چیزیں دوسرے کے آگے پڑی ہیں وہ اُس کے لیے حلال نہیں۔ کیونکہ الٰہی حکم ہے کہ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ اٹھانے والا بے شک ایک حلال چیز اٹھاتا ہے۔ لیکن اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ جب وہ حلال چیز کسی دوسرے شخص کے آگے پڑی ہوگی تو اُس کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ نے

فرمایا ہے۔ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ دائیں ہاتھ سے کھا اور اُس سے کھا جو تیرے سامنے ہے۔ اب اگر کوئی شخص برتن میں اِدھر اُدھر ہاتھ مارتا ہے تو وہ رسول کریم ﷺ کے اس ارشاد کی خلاف ورزی کرنے والا ہوگا۔ اِسی طرح وہ قرآن کریم کے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کرنے والا ہوگا کہ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ جو چیز ہم نے دوسروں کو دی ہے اُسے تم اُنہی کے لیے رہنے دو۔ اُس کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ غرض بعض اوقات حلال چیزیں بھی حرام بن جاتی ہیں۔ اور جو حرام ہیں وہ تو ہیں ہی حرام، اُن کا چھپانا تو اَور بھی ضروری ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لُوط علیہ السلام کی قوم پر اِس لیے عذاب آیا کہ وہ اپنے عیوب پر مجلسوں میں فخر کرتی تھی[3]۔ گویا عیب کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے۔ چوری کرنا اپنی ذات میں گناہ ہے۔ لیکن اِس بات کا اظہار کرنا کہ میں نے چوری کی ہے یہ بھی ایک گناہ ہے۔ اور یہ چیز انسان کو غیر مہذب بنا دیتی ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض افراد بھی ابھی تہذیب اور شائستگی کے اصول سے واقف نہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص سنیما دیکھتا ہے اور جماعت کا کوئی فرد ہمیں اطلاع دیتا ہے کہ فلاں شخص سینما دیکھتا ہے، آپ اُس کی اصلاح کریں تو یہ ایک معقول بات ہے۔ لیکن بعض بے وقوف کہتے ہیں۔ دیکھو! فلاں سنیما دیکھتا ہے اور انہیں تو کوئی منع نہیں کرتا اور ہمیں منع کیا جاتا ہے۔ اِس کے معنے یہ ہیں کہ اس کا دل چاہتا ہے کہ میں سینما دیکھوں۔ لیکن وہ دوسروں کے عیوب ظاہر کر کے اپنے لیے رستہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ ہم دوسرے کی تو تحقیقات کریں گے ہی لیکن اس شخص نے تو اپنا عیب خود ہی ظاہر کر دیا ہے۔ یا مثلاً جھوٹ ہے اسلام نے جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔ اب اگر ایک شخص یہ کہے کہ ہمیں تو کہتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولو لیکن فلاں شخص جھوٹ بولتا ہے۔ فلاں افسر جھوٹ بولتا ہے۔ تو ایسا کہنا دوسرے کی اصلاح کے پیشِ نظر نہیں ہوتا، بلکہ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اُس کا دل جھوٹ کے لیے تڑپ رہا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ تم جھوٹ نہ بولو اور وہ جھوٹ بولنا چاہتا ہے تو وہ دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے تا کہ اُسے وہی کام کرنے کا موقع مل جائے۔

اِس کی مثال اُس دھوبی کی سی ہوتی ہے جس کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں سے ہمیشہ لڑتا رہتا تھا اور اکثر روٹھ کر باہر چلا جاتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا اب میں گھر نہیں آؤں

گا میں تمہاری شکلیں نہیں دیکھنا چاہتا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد اُس کی بیوی بچوں کو خیال آتا کہ اُسے بھوک لگی ہوگی، اُس نے روٹی نہیں کھائی، وہ سوئے گا کہاں۔ تو وہ وفد کی صورت میں اس کے پاس جاتے اور اُسے منا کر ساتھ لے آتے۔ اِس طرح اُسے عادت پڑ گئی تھی۔ وہ اکثر روٹھ جاتا اور گھر والے اُسے منا لاتے۔ ایک مدّت کے بعد جب اس کے بچے جوان ہوگئے وہ اپنی بیوی اور بچوں سے لڑا۔ بچوں نے کہا روز روز کی لڑائی اور پھر منانا درست نہیں۔ انہوں نے والدہ سے کہا اگر یہ روٹھ کر جاتا ہے تو جانے دو آج ہم نے منانا نہیں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ ہم باپ کو منانے کے لیے نہیں جائیں گے اور ماں کو بھی منوالیا کہ وہ اُسے منانے نہیں جائے گی۔ دھوبی نے حسبِ عادت کچھ دیر انتظار کیا۔ لیکن اُسے منانے کے لیے کوئی نہ آیا۔ اُس کی ہمت ختم ہوگئی۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ میں گھر جاؤں لیکن بلانے کے لیے کوئی نہ آیا۔ آخر اُس نے اپنا بیل کھلا چھوڑ دیا اور خود اُس کی دُم پکڑ لی۔ دھوبی کا بیل ہمیشہ گھر کی طرف ہی جاتا ہے۔ اُس نے دُم پکڑ کر چلنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا جانے بھی دو میں گھر جانا نہیں چاہتا۔ مجھے زبردستی کیوں گھر لے جاتے ہو۔

یہی حالت اِس قسم کے انسان کی ہوتی ہے۔ چوری کا وہ خود شائق ہوتا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ دو چار آدمیوں کا نام لے کر وہ جُرم کروں۔ وہ بجائے سیدھی طرح جھوٹ بولنے کے دس بیس آدمیوں کا نام لے دیتا ہے کہ وہ بھی جھوٹ بولتے ہیں تا کہ اُس کا جُرم قابلِ گرفت نہ رہے۔ کوئی شخص ظلم کا شائق ہوتا ہے لیکن خود ڈرپوک اور منافق ہوتا ہے۔ وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں نے ظلم کیا تو نظام میرے خلاف کارروائی کرے گا۔ اِس لیے وہ دس بیس آدمیوں کو بدنام کرتا ہے اور کہتا ہے فلاں ظلم کرتا ہے فلاں ظلم کرتا ہے۔ ایسا شخص غیر مہذب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خود تو ظالم ہے ہی لیکن وہ اپنے غیر کو بھی ظالم بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح وہ تہذیب کے دائرے سے نکل جاتا ہے اور اصلاح کے امکان کو کم کر لیتا ہے۔ مہذب آدمی نزلہ کو چھپاتا ہے اور غیر مہذب مجلس میں بیٹھ جاتا ہے۔ اُس کا نزلہ بہہ رہا ہوتا ہے اور مکھیاں اُس پر بیٹھی ہوتی ہیں۔ گویا اپنے نقص کو چھپانا تہذیب ہے اور اسے ظاہر کرنا عدمِ تہذیب ہے۔

پس گناہ سرزد ہو بھی تو اُسے پوشیدہ رکھو۔ جب مجلس میں تم کہتے ہو کہ ہمیں سینما دیکھنے سے روکا جاتا ہے لیکن فلاں شخص سینما دیکھتا ہے اُسے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ تو اِس کے معنی یہ ہوتے ہیں

کہ میں سینما کے لیے مرتا ہوں ۔ مجھے خواہش ہے کہ میں سینما دیکھوں ۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ ہمیں جھوٹ بولنے سے منع کیا جاتا ہے لیکن فلاں شخص جھوٹ بولتا ہے اُسے منع نہیں کیا جاتا۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ میں جھوٹ بولنا چاہتا ہوں ۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے ہمیں سود لینے سے منع کیا جاتا ہے اور فلاں شخص سُود لیتا ہے اُسے کوئی نہیں منع کرتا۔ تو اِس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ میں سُود لینے کے لیے بے تاب ہوں ۔ اِس طرح وہ دوسرے کو بدنام نہیں کرتا بلکہ اپنے نقص کو ظاہر کرتا ہے۔ اور سوچتا نہیں کہ جو لفظ میرے منہ سے نکلے ہیں ان سے ہر شخص یہ سمجھ لے گا کہ مجھے بھی اس جُرم کی خواہش ہے۔ اِس قسم کا انسان دوسرے پر الزام نہیں لگاتا بلکہ اپنے نقائص کا خود اعلان کرتا ہے۔ شریعت کہتی ہے کہ تم اپنے نقائص کی ستّاری کرو اور دوسروں کے عیوب کی بھی ستاری کرو۔4 خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ستّار ہے۔ پس اگر کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اِرادتاً یا غیر اِرادتاً تو شریعت کہتی ہے تم اُسے چھپاؤ۔ خدا تعالیٰ اگر تمہارے عیب کو ظاہر نہیں کرتا تو تم بھی اُسے ظاہر نہ کرو۔

ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور اُس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے بدکاری کی ہے۔ آپؐ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ وہ اُس طرف گیا اور کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے بدکاری کی ہے۔ آپؐ نے پھر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ پھر وہ چکر کھا کر آپؐ کی طرف آیا اور کہنے لگا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے بدکاری کی ہے اُس پر آپؐ نے پھر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ لیکن پھر وہ آپ کے سامنے گیا اور کہنے لگا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم پاگل ہو؟ یعنی میں تو چاہتا تھا کہ تمہارا گناہ چھپا رہے اور تُو سمجھتا تھا کہ میں نے سنا ہی نہیں۔ حالانکہ میں تجھ پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ نے تیری ستّاری کی ہے تو تُو اپنے گناہ کو کیوں ظاہر کرتا ہے پھر اِس وجہ سے کہ اُس نے چار دفعہ اپنے گناہ کا اعتراف کیا تھا آپؐ نے اُس کی سزا کا حکم جاری کر دیا5۔

غرض جب کوئی شخص دوسرے پر الزام لگا کر کوئی بات کہتا ہے تو وہ درحقیقت اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو جانتا ہے کہ اس کا دل چاہتا ہے یا نہیں۔ یا وہ کتنی دفعہ گناہ کر چکا ہے۔ لیکن دونوں صورتوں میں اُس کا دوسروں پر الزام لگانا گناہ کی علامت ہے۔ اور وہ اس گناہ کا خود ذمہ دار ہوتا ہے کیونکہ اُس نے آپ اپنے عیب کا اظہار کیا اُس کے کسی رشتہ دار یا ہمسایہ نے

نہیں کیا۔ اور اُس سے زیادہ احمق کون ہوگا جس کا گناہ خدا تعالیٰ نے تو پردے میں چھپایا لیکن اُس نے اُسے ظاہر کر دیا۔ اِسی کا نام عدمِ تہذیب ہے۔

پس یاد رکھو مومن مہذب ہوتا ہے۔ وہ اپنی کمزوری کو چھپاتا ہے اور دوسرے کے سامنے اُسے ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن ایک غیر مہذب انسان اپنی کمزوری کو بیان کر کے اُسے خود ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جب وہ کمزوری ظاہر ہو جاتی ہے تو اصلاح کا موقع کم ہو جاتا ہے۔ اُس کے لیے موقع تھا کہ وہ اپنی کمزوری کو چھپا دے۔ لیکن اُس کا اظہار کر کے وہ اُسے دبانے کے امکان کو بند کر دیتا ہے اور اِس طرح اپنے لیے خود ہلاکت کا گڑھا کھودتا ہے۔"

(الفضل 30 ستمبر 1959ء)

1: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال. کتابُ الْمعیشة من قسم الافعال اَدَبُ الْاَکلِ. نمبر 41699 جلد 15 صفحہ 182۔ بیروت لبنان 1998ء

2: طٰہٰ: 132

3: اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (العنکبوت:30)

4: جامع الترمذی کتاب البر والصلة باب فی السّتر علی المسلمین،
وصحیح بخاری کتاب الادب باب ستر المؤمن علی نفسہٖ (مفہومًا)

5: صحیح بخاری کتاب المحاربین من اھل الکُفْر والرِّدَّةِ باب سؤالِ الْامامِ الْمُقِرَّ هَلْ اَحْسَنْتَ
وصحیح مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسہٖ بالزّنا۔